گھروں میں نمازِ باجماعت
کے شرعی مسائل

تحریر:
مولانا فیضان سرور مصباحی
جامعۃ المدینہ (نیپال)

شائع کردہ
زمزم اکیڈمی، مبارک پور

کرونا کرفیو کی وجہ سے مسجد کی جماعت میں حاضر نہ ہو پانے والے
اسلامی بھائیوں کے لیے ایک راہ نما تحریر

گھروں میں نماز باجماعت کے شرعی مسائل

تحریر:
فیضان سرور مصباحی
جامعۃ المدینہ (نیپال)

اس رسالے میں آپ پڑھیں گے:

(۱)- نماز باجماعت کے فضائل
(۲)- گھر میں نماز باجماعت کا ماحول کیسے بنائیں؟
(۳)- بچوں کو اذان و اقامت کے کلمات یاد کرانے اور حسن تربیت کا سنہرا موقع
(۴)- دفع وبا میں اذان و ذکر الٰہی کی تاثیر
(۵)- صفوں کی درستی- آپسی میل محبت کا نبوی نسخہ
(۶)- مرد و عورت اور بچوں کے ساتھ صف بندی کے مسائل
(۷)- گھر میں عورتوں کی جماعت سے متعلق اہم تنبیہ

ناشر:
زمزم اکیڈمی مبارک پور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

گھروں میں نماز باجماعت کے شرعی مسائل

تحریر: فیضان سرور مصباحی

عالمی وبا کرونا وائرس کے خطرناک بڑھتے اثرات کو سامنے رکھ کر حکومت نے بھیڑ بھاڑ والے مقامات کو بند کر کے لوگوں کو تنہا اور الگ تھلگ، گھروں میں رہنے کا پابند بنا دیا ہے۔ جس کی وجہ سے مسلمان پنج وقتہ نماز معمول کے مطابق باجماعت مسجد میں ادا نہیں کر پا رہے ہیں، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسے میں وہ کیا کریں؟ کیا گھر میں جماعت سے نماز پڑھ سکتے سکتے ہیں؟

جماعت سے نماز پڑھنے کے فضائل

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر امامت کے لائق کوئی فرد موجود ہو تو بلاشبہ پنج گانہ نماز باجماعت ہی ادا کرنی چاہیے، یہی افضل ہے تاکہ اگر مسجد کی حاضری کی فضیلت نہ مل سکی تو کم از کم جماعت کی فضیلت ہی مل جائے، کہ جماعت کے ساتھ نماز تنہا نماز پڑھنے سے ستائیس گنا افضل ہے۔

آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

صلاة الجماعة أفضل من صلاة الفذ بسبع وعشرين درجة ــــ
یعنی: نماز باجماعت، انفرادی نماز سے ستائیس درجے افضل ہے۔ (صحيح مسلم كتاب المسجد... ،باب فضل صلاة الجماعة... ج: ۲، ص: ۱۲۲)

علامہ ابوالاخلاص حسن بن عمار شرنبلالی متوفی: ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں:

الجماعة يحصل فضلها بواحد مع الإمام ؛لقوله عليه السلام : "الإثنان فما فوقها جماعة" ولو كان صبيا يعقل ،أو امرأة ،أو عبدا ، سواء فيه البيت و المسجد ،حتى لو صلى في بيته بزوجته ،أو جار يته ،أو ولده فقد أتى

بفضيلة الجماعة. ـــــ یعنی: امام کے ساتھ ایک بندہ بھی ہوتو جماعت قائم ہوجاتی ہے کیوں کہ فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: دو یا دو سے زیادہ ہوں تو یہ جماعت ہے۔'' اگرچہ کوئی سمجھ دار بچہ، یا کوئی عورت، یا کوئی غلام ہو، گھر ہو کہ مسجد اس معاملے میں سب کا حکم یکساں ہے۔ یہاں تک کہ مرد نے اپنے گھر کے اندر اپنی بیوی، یا باندی یا اولاد کے ساتھ نماز پڑھ لی، تو اس نے جماعت کی فضیلت حاصل کرلی۔

(إمداد الفتاح شرح نور الايضاح ، باب الإمامة، ص: 331، مؤسسة التاريخ العربي بيروت)

علامہ سید احمد بن محمد طحطاوی حنفی متوفی:۱۲۳۱ھ نے لکھا ہے:

الأصح أن إقامتها في البيت، إقامتها في المسجد؛ وإن تفاوت الفضيلة ـــــ یعنی گھر میں جماعت قائم کرنا مسجد میں جماعت قائم کرنے کی طرح ہے بس فضیلت کا فرق ہے۔(حاشية الطحطاوي على المراقي، ص: 286 باب الإمام دار الكتب العلميه، بيروت)

تنہا نماز پڑھنے کی بہ نسبت جماعت کی نماز میں کثرت ثواب کا جو فائدہ ہے وہ تو اپنی جگہ ـــــ مزید اس کے کئی فوائد ہیں مثلاً:

ـــــ جن روایات و احادیث میں جماعت کے ساتھ نماز کی تاکید آئی ہے ان پر عمل کا موقع ملے گا۔

ـــــ گھر کے چھوٹے بڑے ہر فرد کے دلوں میں نماز کی اہمیت مزید بڑھ جائے گی۔

ـــــ گھر کے بعض افراد جو اپنی سستی اور کاہلی کی وجہ سے - معاذ اللہ عزوجل- نمازوں سے دور رہتے ہیں وہ بھی شامل ہوسکیں گے۔

ـــــ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی طمع رکھنے والی معزز خواتین بھی اپنے مذہبی شوق کی تسکین کرسکیں گی۔

ـــــ گھر میں باجماعت نماز پڑھنے کے ان بنیادی مسائل سے آگاہی حاصل ہوگی

جن سے عموماً نا آشنا رہ جاتے ہیں۔

——نماز باجماعت کا ماحول گھر میں برکت و سعادت کا باعث ہوگا۔

—— آنے والی نسلوں پر اس کے بہترین اثرات مرتب ہوں گے۔

—— نماز کا خاص ٹائم ٹیبل اور اس کی پابندی گھر والوں میں وقت کی اہمیت، اپنے اوقات و اعمال کی تقسیم کاری اور سلیقہ مندی کا شعور پیدا کرے گا۔

—— گھروں میں پہلے سے زیادہ صفائی، ستھرائی کا ماحول بنے گا۔

—— گھریلو کام کاج میں بھی اتحاد و اجتماعیت کی فضا قائم ہوگی اور اس کی وجہ سے قسم قسم کے گھریلو جھگڑوں سے نجات پانا آسان ہو جائے گا۔

گھر میں اذان و جماعت کا ماحول کیسے بنائیں؟

گھروں میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا ماحول بنانے کے لیے سب سے پہلے اس کے مسائل سے آگاہی ضروری ہے۔ اس کے لیے آسانی اس میں ہے کہ پہلے حضرت صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کی کتاب ''بہار شریعت'' حصہ سوم، ص:۵۷۴-تا-۶۰۲ سے جماعت کا بیان اور اس کے مسائل کا مطالعہ کرلیں۔——اور اگر آپ کے پاس یہ کتاب موجود نہ ہو تو کم از کم فوری طور پر اپنے موبائل فون کے پلے اسٹور میں جاکر ''بہار شریعت'' کا اپلی کیشن ڈاؤن لوڈ کرلیں۔ اور ضروری مسائل کا مطالعہ کرتے رہیں۔

اب مناسب وقت پر پورے گھر والوں کو جمع کریں اور جماعت کے فضائل و خصوصیات پر مشتمل احادیث کریمہ اور اسلامی نظام میں جماعت کی اہمیت پر مختصر روشنی ڈالیں۔ اس کے بعد اپنے گھر والوں کو ذہنی طور پر اس کے لیے تیار کریں۔ پھر گھر کے نمایاں افراد سے مشورہ کر کے سب سے پہلے نماز باجماعت کا جدول اور ٹائم ٹیبل بنالیں۔ اور گھر کے کسی نمایاں مقام پر اس کو چسپاں کردیں۔

اپنے بچوں کو اذان واقامت کے کلمات یاد کرائیں

اپنے گھر کے سمجھ دار بچوں کو اذان واقامت کے کلمات سکھائیں۔ ان سے متعلق مسائل پیار سے سمجھائیں۔ اور پھر انھیں شوق دلائیں کہ وہ الگ الگ وقتوں میں باری باری سے اذان کے کلمات بوقت نماز چھت پر چڑھ کر بلند آواز سے خوش آوازی کے ساتھ دوہرائیں۔ یہ بچوں کی حسنِ تربیت اور ان میں دینی شعور پیدا کرنے کا ایک اہم ذریعہ بھی ثابت ہوگا۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: أذان الصبي العاقل صحيح،من غير كراهة في ظاهر الرواية۔۔۔۔۔ یعنی: سمجھ دار بچے کی اذان صحیح ہے۔کوئی کراہت نہیں۔

(فتاویٰ ہندیہ ، الباب الثانی فی الأذان۔ ج: ۱، ص:۱۱۰)

ہوسکے تو ناسمجھ بچوں کو بھی یہ کلمات زبانی یاد کرادیں کہ ایسے ماحول میں ان کے لیے سیکھنا نہایت آسان ہوگا۔ مگر نماز کے لیے ان سے اذان واقامت کے کلمات نہ کہلوائیں۔

خاتمۃ المحققین علامہ محمد امین ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

فيصح أذان الكل ؛ سوى الصبي الذي لا يعقل.۔۔۔۔۔ یعنی مذکورہ افراد میں سے سب کی اذان صحیح ہے۔سوائے اس بچے کی اذان کے جو ابھی سمجھ نہیں رکھتا۔ (رد المحتار على الدر، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج: 2 ،ص: 62)

گھروں میں نماز کے لیے اذان کہنا مستحب ہے

واضح رہے کہ اذان شعائر اسلام میں سے ہے۔ اور جماعت مستحبہ کے ساتھ مسجد میں وقت پر نماز ادا کی جارہی ہو تو اس نماز کے لیے اذان دینا سنت مؤکدہ ہے۔ اور حکماً یہ واجب کے مثل ہے۔ اگر اذان نہ کہی گئی تو وہاں کے سبھی لوگ گناہ گار ہوں گے۔ مگر محلے کی مسجد کے علاوہ کوئی تنہا نماز پڑھے -یا- گھر میں نماز باجماعت کی ترکیب بن رہی ہو تو الگ سے اذان کی حاجت نہیں بلکہ وہی مسجد کی اذان کافی ہے۔

البتہ اذان کہہ لینا مستحب ہے کہ ایسے اذان کہنے پر بڑی بشارت آئی ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا

إذا كان الرجل بأرض ،فحانت الصلاة ،فليتوضأ ، فإذا لم يجد ماء ؛ فليتيمم ، فإذا قام صلى معه ملكان. وإذا أذن ،وأقام صلى خلفه من جنود الله ما لا يرى طرفاه. ــــــ یعنی: جب انسان کسی جگہ ہو اور نماز کا وقت ہوجائے تو یہ وضو کرلے یا پانی نہ پانے کی صورت میں تیمم کرے، پھر نماز کے لیے کھڑا ہو تو اس کے ساتھ دو فرشتے بھی نماز پڑھتے ہیں۔ اور جب اذان واقامت بھی کہہ لے تو اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ کے اتنے زیادہ لشکر آجاتے ہیں کہ اس کے دونوں کنارے نظر نہیں آتے۔

خاتمۃ المحققین علامہ محمد امین ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

لا يكره تركه لمصل في بيته ،في المصر لأن أذان الحي يكفيه ــــــ یعنی: گھر میں نماز پڑھنے والے کے لیے اذان چھوڑ دینا مکروہ نہیں۔ کیوں کہ محلے کی اذان اس کے لیے کافی ہے۔(فتاویٰ شامی، كتاب الصلوة، باب الأذان. ج: 2، ص :٤٩)

أبو الاخلاص حسن بن عمار شرنبلالی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں : و يأتي به المصلي في بيته ،في المصر ندبا. ــــــ یعنی: اپنے گھر میں نماز پڑھنے والا شہری بھی اذان دے کہ یہ مستحب ہے۔ (إمداد الفتاح، شرح نور الإيضاح، ص: 206، مؤسسة التاريخ العربی. بيروت)

دفعِ وبا میں اذان وذکر الٰہی کی تاثیر

معلوم ہوا کہ محلے کی مسجد کے علاوہ نماز کے لیے اذان کہنا مستحب ہے۔ لہٰذا اس استحباب پر بھی عمل کرنے کا موقع ضائع نہ ہونے دیں۔ خصوصًا اس دور میں،

جب کہ کرونا وائرس کی وجہ سے عجب خوف وہراس کی فضا قائم ہے۔ اور پوری دنیا دینی ودنیاوی ہر طرح کی پریشانیوں اور مشکلوں سے دوچار ہے۔ دوسرے ذکر الٰہی نزولِ رحمت وسعادت کا بڑا اہم ذریعہ ہے۔ اور اذان کے کلمات چونکہ ذکر الٰہی پر مشتمل ہیں۔ لہٰذا یہ اذان مستحب ہونے کے ساتھ ساتھ آفات ومصیبتوں کے ٹالنے کا بھی اہم وسیلہ ہے۔ خصوصًا دفع وبا میں ”اذان“ کی بڑی تاثیر بتائی گئی ہے۔—— لہٰذا اذان مستحب کے وقت اگر دفع وبا کی بھی نیت کرلی جائے تو اجر مزید دوبالا ہوجائے گا۔ اور کرونا وائرس سمیت بہت سی بلاؤں کو دفع کرنے کا ذریعہ بنے گا۔ افسوس مسلمانوں کو بات بات پر کافر ومشرک بنانے والا طبقہ آج کل دفع وبا کے لیے اذان ہونے پر بھی چیں بہ جبیں ہے۔ اللہ تعالیٰ شریعت کی صحیح سمجھ عطا فرمائے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمہ نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ تحریر فرمایا ہے۔

—— چناں چہ ایک مرتبہ سوال ہوا کہ دفع وبا کے لیے اذان درست ہے یا نہیں؟

——اس پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

”**الجواب:** درست ہے، فقیر نے خاص اس مسئلہ میں رسالہ ”نسیم الصبافی أن الأذان يحول الوبا“ لکھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (دیکھیں: فتاویٰ رضویہ 82/5)

—— اسی رسالے میں ایک جگہ رقم طراز ہیں:

جُہّال منکرین یہاں اعتراض کرتے ہیں کہ اذان تو اعلامِ نماز کے لئے ہے یہاں کون سی نماز ہوگی، جس کے لئے اذان کہی جاتی ہے؟ مگر یہ ان کی جہالت انہیں کو زیب دیتی ہے وہ نہیں جانتے کہ اذان میں کیا کیا اغراض ومنافع ہیں۔ اور شرع مطہر نے نماز کے سوا کن کن مواضع میں اذان مستحب فرمائی ہے۔ ازاں جملہ گوش مغموم میں اور دفعِ وحشت کو کہنا تو یہیں گزرا۔ اور بچّے کے کان میں اذان دیتا سنا ہی ہوگا ان

کے سوا اور بہت مواقع ہیں جن کی تفصیل ہم نے اپنے رسالہ "نسیم الصبا" میں ذکر کی (دیکھیں فتاویٰ رضویہ 157/5)

ـــــــایک جگہ لکھتے ہیں:

ہر دعا بالبداہتہ ذکر الٰہی ہے اور اس پر علما نے تنصیص بھی فرمائی، مولانا قاری شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں: "کل دعاء ذکر" - تو اجازت عامہ ذکر کے دلائل بعینہا اجازت عامہ کے دلائل ہیں کہ تعمیم افراد اعم یا مساوی، لاجرم تعمیم افراد اخص و مساوی ہے کما لا یخفی. ان دلائلِ جلائل کا وفورِ کامل، حد احصا کا طرف مقابل، فقیر غفرلہ المولی القدیر نے اپنے رسالہ "نسیم الصبا فی أن الأذان یحول الو با" میں اس مدعا پر بکثرت آیات واحادیث لکھیں۔ (دیکھیں: فتاویٰ رضویہ، 119/8)

حاصل کلام یہ ہے کہ مستحب اذان میں بھی دفع وبا کی نیت کی جا سکتی ہے۔ اور الگ سے خاص دفع وبا کے لیے بھی اذان دی جا سکتی ہے۔ یہ بلاشبہ جائز و مفید ہے۔ اور یہ کیوں نہ ہو کہ اذان ذکر الٰہی ہے۔ اور ذکرِ الٰہی کے نفع بخش ہونے میں بھلا کسے شبہ ہو سکتا ہے۔

گھروں میں مستحب اذان دینے اور سننے کا طریقہ

اپنے بچوں کو سکھا دیں کہ وہ اذان کے کلمات اتنے بلند آواز سے پکاریں کہ آس پاس کے لوگ سن لیں۔ اس کے لیے بہت زیادہ آواز کی حاجت نہیں۔ بلند آواز سے اذان دینا جہاں آفات وبلیات سے نجات کا ذریعہ ثابت ہوگا۔ وہیں ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ اذان دینے والے کی آواز گھر اور پاس پڑوس میں جہاں تک پہنچے گی سبھی قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دیں گے۔

خاتمۃ المحققین علامہ محمد امین ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

على أن ما استدل به يفيد رفع الصوت للمنفرد في بيته أيضا؛ لتكثير الشهود يوم القيامة. إلا أن يقال: المراد المبالغة في رفع الصوت. و المؤذن

في بيته يرفع دون ذلك فوق ما يسمع نفسه. —— اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جس کے ذریعے استدلال کیا گیا ہے، اس کے لیے بھی اذان میں آواز بلند کرنے کو بتاتا ہے جو اپنے گھر میں تنہا نماز کے لیے اذان کہے۔ تاکہ قیامت کے دن اس کے حق میں بہت سے گواہ ہوں۔ البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اذانِ مسجد کے اندر آواز میں مبالغہ کرنا ہوتا ہے۔ اور یہاں اس طور پر تیز آواز ہوگی کہ گھر میں اذان دینے والے کی آواز کی بلندی مسجد کی اذان کی بنسبت ذرا کم ہو اور خود وہ جتنی آواز سن سکتا ہے۔ اس سے ذرا بلند تر آواز ہو۔ (فتاویٰ شامی، کتاب الصلوٰۃ، باب الأذان۔ ج:۲، ص:۵۸)

جب اذان کہی جارہی ہو تو گھر کے افراد سارے کام کاج چھوڑ کر خاموشی سے اذان سنیں اور اس کا جواب دیں۔ اس کے دو اہم فائدے نصیب ہوں گے:

1—— کثیر فقہا کے نزدیک زبان سے اذان کا جواب دینا واجب ہے، لہٰذا آپ ان کے مذہب کے مطابق واجب چھوڑنے کے جرم میں شریک ہونے سے بچ جائیں گے۔

2—— دوم یہ کہ آپ کا سمجھدار بچہ جو اذان دے رہا ہے "خاموشی سے سننا" اس کی حوصلہ افزائی کا سبب بنے گا۔ نیز اس بچے کی خود اعتمادی میں اضافہ ہوگا۔

لہٰذا اس کے لیے ایک صورت یہ بھی اپنائی جاسکتی ہے کہ جب بچہ اذان دے لے تو آپ بڑھ کر انھیں شاباشی دیں۔ اس سے لاشعوری طور پر اذان، نماز و دیگر اسلامی احکام کی پابندی کا ذہن بنے گا۔ اور ذکرِ خداوندی سے اسے محبت ہونے لگے گی۔ اس طرح آپ کا یہ رویہ ان کی تربیت میں بہترین کردار ادا کرے گا۔

اذان کے بعد گھروں میں ایک ہلچل سی مچ جائے۔ سارے لوگ کام کاج کو اسی حالت میں چھوڑ کر نماز کی تیاری میں لگ جائیں۔ سنت قبلیہ کا اہتمام کریں۔ پھر جو امامت کا اہل ہو نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھے۔

صفوں کی درستی-آپس میں میل محبت کا نبوی نسخہ

نماز کے لیے سیدھی صفیں بنانے کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس پر بہت زور دیا ہے۔ حتیٰ کہ صفوں کے برابر نہ ہونے یا اس میں کوئی جگہ خالی پانے پر سخت ناراضی کا اظہار فرمایا ہے۔ اور اس کو دلوں کے ٹیڑھا پن کا سبب بتایا ہے۔

حضرت براءبن عازب سے روایت ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يأتينا إذا أقيمت الصلاة ، فيمسح عواتقنا، و يقول: أقيموا صفوفكم،ولا تختلفوا فتختلف قلوبكم ...الخ —— یعنی: رسول کریم ﷺ جب جماعت کھڑی ہوتی تو ہمارے پاس آتے اور ہمارے کندھوں کو سیدھا کرتے اور فرماتے: صفیں بالکل سیدھی رکھو، ادھر اُدھر نہ کرو کہ اس سے تمھارے دل ٹیڑھے ہوجائیں گے۔ (صحيح مسلم، كتاب الصلوة، ج: 1، ص 431 :)

امامت کرنے والے شخص کو چاہیے کہ اس سنت پر عمل کرتے ہوئے صفوں کی درستی پر لازمی توجہ دلائے۔ اور گھر میں جماعت کے وقت اس کی حاجت مزید بڑھ جاتی ہے۔ کیوں کہ یہاں مسجد کی طرح صرف مرد ہی نہیں بلکہ عورتیں بھی ہوں گی۔ بچے بھی ہوں گے۔ لہٰذا ہوسکے تو ابتداءً دو چار دن جماعت سے قبل اس کی عملی مشق بھی کرائے؛ کہ صفوں کے درست نہ ہونے کی وجہ سے دلوں میں کجی آتی ہے۔ اور یہی آگے چل کر اختلاف و انتشار، و لڑائی جھگڑے کی صورت میں آکر گھر و خاندان کو تباہ کرتی ہے۔

گویا کہ صفیں سیدھے رکھنے کی تاکید و تلقین فرماکر آقائے کریم ﷺ نے اتحاد و اتفاق کا ایک اہم نسخہ عنایت فرمایا ہے۔ جس پر عمل پیرا ہوکر ہم اپنے گھروں کو بھی خوشیوں کا گہوارہ بناسکتے ہیں۔ اور میل محبت کے ساتھ زندگی گزار سکتے ہیں۔

صفوں کی ترتیب اور اس کی مختلف صورتیں:

جماعت کے وقت کئی طرح کے مقتدی ہوں تو امام سب سے پہلے صف بندی پر توجہ دے اور وہ اس طرح کہ سب سے پہلے مردوں کی صف لگائے، پھر بچوں کی، پھر خنثیٰ مشکل کی، پھر اخیر میں عورتوں کی۔

اور اگر تعداد کی کمی کے باعث اس طرح صف بندی نہ ہو سکے تو نیچے ذکر کردہ صورتیں اپنائے۔

1ــــــ امام کے علاوہ صرف ایک مرد ہو۔ یعنی کل دو مرد مل کر جماعت قائم کرنا چاہتے ہوں تو صف بندی کا طریقہ یہ ہوگا کہ مرد مقتدی (اگرچہ لڑکا ہو) امام کے برابر دائیں جانب کھڑا ہو جائے۔ البتہ اپنی ایڑیوں کو امام کے قدم سے ہلکا سا پیچھے رکھے تاکہ امام و مقتدی کے درمیان ایک حد تک امتیاز رہے۔

ــــــ**مثال:** باپ اور بیٹا دونوں نماز باجماعت گھر میں ادا کر رہے ہوں تو اسی انداز میں صف لگائیں۔

2ــــــ امام کے علاوہ دو، یا دو سے زیادہ مرد ہوں تو یہ سب امام کے پیچھے صف بستہ ہوں۔

ــــــ**مثال:** باپ امامت کرے اور اس کے دو یا تین بیٹے اقتدا کریں۔ تو یہ اسی طرح صف لگائیں گے۔

3ــــــ مرد کے علاوہ صرف ایک عورت ہو تو وہ دائیں کھڑی نہ ہوگی۔ بلکہ تنہا پیچھے کھڑی ہوگی۔

ــــــ**مثال:** میاں بیوی گھر میں نماز پڑھنا چاہیں تو یہی صورت بنے گی۔

4ــــــ مرد کے علاوہ ایک عورت ہو۔ اور دوسرا مرد (اگر بچہ ہو) یعنی یہ کل تین آدمی ہوں تو امام آگے ہوگا ــــــ امام کے برابر داہنی جانب مرد (یا بچہ) کھڑا ہوگا اور عورت تنہا پیچھے کھڑی ہوگی۔

ـــــمثال: امام کے علاوہ اس کی ایک بیوی اور ایک بیٹا ہو (اگرچہ بچہ ہو) تو یوں ہی صف بندی کریں گے۔

5ـــــ مرد امام کے علاوہ ایک عورت ہو۔ اور دو یا دو سے زیادہ مرد ہوں تو مرد حضرات، امام کے پیچھے کھڑے ہوجائیں۔ اور عورت ان مقتدیوں کے پیچھے مستقل صف بندی کرے گی۔

ـــــمثال: میاں، بیوی اور ان کے دو لڑکے ہوں تو یوں ہی صف لگے گی۔

6ـــــ مرد امام کے علاوہ ایک سے زیادہ مرد، ایک سے زیادہ بچے اور ایک سے زیادہ عورتیں ہوں تو امام کے سوا تین صف لگائیں۔ پہلی صف میں مرد حضرات، دوسری میں بچے، تیسرے میں عورتیں اور بچیاں ہوں گی۔

ـــــمثال: باپ، دو بیٹے، دو بچے اور ایک بیوی و ایک بیٹی ہو تو یوں ہی صف بندی ہوگی۔

آئیں پیش کردہ باتوں کو جزئیات کی روشنی میں سمجھتے ہیں۔ أبو الاخلاص حسن بن عمار شرنبلالی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

{و يقف الواحد} إذا لم يكن ثم غيره {عن يمين الإمام} مساو يا له ،متأخرا بعقبه عن عقبه. هكذا السنة لحديث ابن عباس : أنه قام عن يسار النبي ﷺ فأقامه عن يمينه. و يكره أن يقف عن يساره ؛لما رو يناه ،ولا يكره أن يقف خلفه في رواية ،و يكره في أخرى وهوالصحيح. والصبي في القيام كالبالغ. ولا تكون المرأة إلا خلفه بحيث لا تحاذي شيئا منه. فلو كان معه رجل أيضا. يقيمه عن يمينه والمرأة خلفها. {و} يقف {الأكثر} من واحد خلفه. (إمداد الفتاح ،ص:۳۴۵،بتفصيل سابق)

ذکر کردہ عبارت سے حسب ذیل مسائل سامنے آئے:

ـــــ تنہا شخص امام کے برابر دائیں جانب امام کے قدم سے ذرا ہٹ کر کھڑا ہوگا۔

چناں چہ حضرت ابن عباس سے سے متعلق روایت میں صراحتاً ذکر ہے کہ وہ بائیں جانب کھڑے ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں دائیں جانب کھڑا کیا۔

—— امام کے سوا تنہا ایک مرد ہو تو اسے بائیں جانب کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ اسی طرح صحیح روایت کے مطابق ایسے تنہا شخص کو امام کے پیچھے کھڑا ہونا بھی مکروہ ہے۔

—— تنہا بچہ ہو تو بالغوں کے ساتھ کھڑا ہو گا۔ اور کئی بچے ہوں تو مردوں کی صف کے بعد بچوں کی مستقل صف لگائی جائے اور یہ وہیں کھڑے ہوں گے۔ تنویر الابصار مع الدر میں ہے: {ثم الصبیان} ظاهره تعددهم ،فلو واحدا دخل الصف. (فتاویٰ شامی، ۲/۳۱۴ بتفصیل سابق)

—— عورت پیچھے ہی کھڑی ہوگی۔ وہ بھی اس طور پر کہ کسی بھی طرح مرد کے محاذی نہ ہو۔

نوٹ: بچیوں کا حکم عورتوں کا سا ہے۔

—— اما کے ساتھ تنہا کوئی مرد ہو، اور ساتھ میں کوئی عورت بھی ہو تو مرد امام کے برابر دائیں کھڑا ہو گا۔ اور عورت پیچھے کھڑی ہوگی۔

—— ایک سے زیادہ مقتدی ہوں تو امام کے پیچھے ہی کھڑے ہوں گے۔

صفوں کی ترتیب کے بارے میں فتاویٰ عالمگیری میں بڑے واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے:

إذا كان مع الإمام رجل واحد ،أو صبي يعقل الصلاة؛ قام عن يمينه وهو المختار... وإذا كان معه اثنان قاما خلفه، وكذلك إذا كان أحدهما صبيا. وإن كان معه رجل أو إمرأة؛ أقام الرجل عن يمينه والمرأة خلفه. وإن كان رجلان أو امرأة ؛أقام الرجلين خلفه والمرأة وراءهما. (فتاویٰ ہندیہ، ج:۱، ۱۴۶، کتاب الصلوٰۃ، الفصل الخامس : فی بیان مقام الإمام والماموم)

اوپر پیش کردہ عبارت کا مفہوم وہی ہے جو ماقبل میں گزرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

گھر میں عورتوں کی جماعت سے متعلق اہم تنبیہ

واضح رہے کہ عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں ہے۔ دن کی نماز ہو یا رات کی، جمعہ ہو کہ عیدین۔ خواہ وہ جوان ہو کہ بڑھیا۔

امداد الفتاح میں ہے:

لا يحضرن الجماعات مطلقاً. في كل الأوقات. والعجوز كالشابة في المنع من حضور الجمع، والأعياد وغيرها ؛لأنها ممنوعة عن البروز ،ولذلك كانت صلاتها في جوف بيتها أفضل من صلاتها في صحن دارها. (كتاب الصلوٰة، بيان من تكره امامتهم ،ص: 345، بتفصيل سابق)

ہاں گھر میں جماعت ہو رہی ہے اور امام مرد ہے تو چند احتیاطوں کے ساتھ اس میں شرکت کی اجازت ہے۔ جیسا کہ ماقبل میں تفصیلی صورتوں کا بیان ہوا۔

—— عورتوں کا کسی گھر میں مجتمع ہو کر جماعت سے نماز پڑھنا اس طور پر کہ انھیں عورتوں میں سے کوئی امامت کرائے مکروہ تحریمی ہے۔

امداد الفتاح میں ہے:

وكره جماعة النساء بإمام منهن. لأن اجتماعهن قل ما يخلو عن فتنة. وفي قيامهن مخالفة حال الإمام. (كتاب الصلوٰة، بيان من تكره امامتهم ،ص: 345، بتفصيل سابق)

—— ایک گھر میں تنہا ایک مرد ہے اور کئی عورتیں۔ اب اگر ان عورتوں میں اس مرد کا کوئی محرم رشتہ دار مثلاً: ماں، بہن، بیوی اور باندی میں سے کوئی بھی ہو تو وہ مرد ان عورتوں کی امامت کر سکتا ہے۔ ورنہ جائز نہیں۔

در مختار میں ہے:

تكره إمامة الرجل لهن في بيت ، ليس معهن رجل غيره. ولا محرم منه ك–: أخته ،أو زوجته ،أو أمته. أما إذا كان معهن واحد ممن ذكر. أو أمهن

في المسجد لا . (كتاب الصلوة ،باب الامامة، ج: 2 ،ص: 307)

—— عورتوں کو اذان و اقامت کہنا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر فقط میاں بیوی گھر میں جماعت قائم کررہے ہیں تو خاوند ہی اقامت کہے۔

واضح رہے کہ کرونا کرفیو کے پیش نظر عارضی طور پر یہ ہدایات لکھی جارہی ہیں۔ جوں ہی حالات بہتر ہوں۔ مرد کے لیے واجب ہے کہ محلے کی مسجد میں جماعت کے لیے حاضر ہو۔ اور عورتیں الگ الگ نماز اداکرنا شروع کردیں— البتہ ان میں مذکور فقہی باتیں ہمیشہ کے لیے ہیں۔ حالات کے حساب سے ان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔——مثلاً: کسی وجہ سے مرد تاخیر سے پہنچا اور مسجد کی جماعت نہ ملی -معاذ اللہ رب العالمین -اب وہ جماعت کی فضیلت حاصل کرنا چاہے تو گھر میں آکر دیے گئے طریقوں کے مطابق اہل خانہ کے اس فرد کے ساتھ جماعت کرسکتا ہے۔جس نے اب تک نماز ادانہیں کی ہے۔

علامہ ابوالاخلاص حسن بن عمار شرنبلالی نے لکھا ہے:

ويحصل فضل الجماعة بواحد ؛ولو صبيا يعقل ، أو امرأة. ولو في البيت مع الإمام.(مراقی الفلاح شرح متن نور الايضاح ، باب الامامة، ص: 155 ،مكتبة المدينه)

یہ بھی واضح رہے کہ اوپر ذکر کردہ باتیں پنج وقتہ نماز کے لیے ہیں۔خاص جمعہ کے دن جمعہ کی ترکیب نہ بن سکے تو شہر والے گھر میں ظہر تنہا تنہا پڑھیں۔البتہ دیہات والے جماعت کے ساتھ ظہر پڑھیں گے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

تحریر:

فیضان سرور مصباحی

14/ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ